## سوال

(118) رکوع میں ملنے والی رکعت کا حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر مسبوق کو رکوع مل گیا، وہ سورہ فاتحہ کے اجر عظیم سے محروم ہوگیا، لیکن رکعت اس نے پالی۔ بحوالہ حدیث ابو ہریرۃؓ جو مشکوۃ میں درج ہے، ایک نئے فیشن کے اہل حدیث کا کہنا ہے کہ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے مدنظر یہ رکعت نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ مزید رکعت پڑھ لیتے ہیں۔ اس حساب سے صبح کے تین رکوع والی نماز ہوگی۔ مغرب کی چار رکوع والی ظہر وعصر وعشاء کی پانچ رکوع والی نماز ہوگی۔ براہ کرم مدلل جواب مع حوالہ جات از کتب احادیث سے سرفراز فرمائیں۔ (سائل: میجر محمد اکرم تہکال بالا، پشاور شہر)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ میں سلف کے دو قول ہیں۔ جمہور کے نزدیک رکوع میں ملنے والے کی رکعت پوری ہو جاتی ہے۔ مگر فقہاء محدثین کے نزدیک ایسے شخص کی رکعت پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایسے شخص کے دو فرض، یعنی قیام اور قراۃ ام القرآن فوت ہوچکے ہیں۔ ہم ان دونوں گروہوں کے دلائل مع تبصرہ رقم کرتے ہیں۔ تاکہ مسئلہ کے خط وخال پوری طرح نکھر کر سامنے آجائیں۔ واللہ الھادی۔

جمہور کی دلیل اول:

عن ابی ھریرۃ انہ کان یقول مَن أَدرَکَ الرَّکعَةَ فَقَد أَدرَکَ السَّجدَةَ، وَمَن فَاتَهُ قِراءَةُ أُمّ القُرآنِ فَقَد فَاتَهُ خَيرٌ كَثيرٌ» (موطا ص، باب من ادرک الرکعۃ من الصلوۃ۔ ومرعاۃ المفاتیح مشکوۃ ص ۱۳۴ ج ۲ باب ما علی الماموم من المتابعۃ وحکم المسبوق۔)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا تو اس کی یہ رکعت صحیح ہوگی اور جو شخص ام القرآن نہ پڑھ سکا تو وہ خیر کثیر سے محروم ہوگیا۔

حضرت ابوہریرۃؓ کے اس اثر سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہی مذہب ہے کہ مدرک رکوع کی رکعت پوری ہوجاتی ہے۔

یہ اثر ضعیف ہے کیونکہ امام مالک کا یہ قول بلاغا ہے اور امام مالک کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے، اور کسی نے بھی اس اثر کو مسند بیان نہیں کیا۔

صحیح سندوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدرک رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ جزء القراۃ بخاری میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمَعْقِلُ بْنُ مَالِكٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «لَا يُجْزِئُكَ إِلَّا أَنْ تُدْرِكَ الْإِمَامَ قَائِمًا» (ص ۴۵)

کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول ہے نماز تب ہوگی، جب امام کو قیام میں، یعنی رکوع کرنے سے پہلے پالے۔

۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ: أَخْبَرَنِي الْأَعْرَجُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: «لَا يُجْزِئُكَ إِلَّا أَنْ تُدْرِكَ الْإِمَامَ قَائِمًا قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ» (جزء القراۃ ص ۴۶،۴۵)

یعنی نماز تب ہوگی جب امام کو رکوع میں جانے پہلے سے پالے (ورنہ نہیں) اور یہ دونوں سندیں امام مالک والی سند سے کہیں زیادہ قوی اور راجح ہیں۔ چنانچہ حضرت الشیخ محمد عبید اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

وھذا اقوی ارجح مما رواہ مالک بلاغا فیقدم ذالک علی ھذا۔ (مرعاۃ شرح مشکوۃ ص ۱۳۴ ج ۲)

اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ کسی لفظ کا مجازی معنی تب لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی لینا متعذر ہو۔ لہٰذا اس جگہ رکعت سے مراد قیام، رکوع، سجود اور فاتحہ والی رکعت مراد ہے کیونکہ یہ رکعت کا حقیقی معنی ہے۔ لہٰذا مجازی معنی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

**ملحوظہ:**

خیر کثیر فوت ہوگئی کے کے الفاظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ فاتحہ خلف الامام ایک غیر ضروری چیز ہے اور اس کے بغیر بھی رکعت ہوجاتی ہے۔ کیونکہ لفظ خیر فرض واجب پر بھی بولا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے جو شخص پانی نہ پائے تو وہ تیمم سے نماز پڑھتا رہے، خواہ دس سال گزر جائیں۔ جب پانی پالے تو غسل کرلے۔ فان ذالک خیر (مشکوۃ ص ۵۴) کیونکہ یہ غسل اس کے لیے بہتر ہے۔

دیکھئے یہاں غسل جنابت کو خیر کہا ہے حالانکہ یہ فرض ہے۔ پس اسی طرح فاتحہ کو بھی سمجھ لینا چاہیے۔ علاوہ ازیں فاتحہ فوت ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقتدی فاتحہ پڑھ نہیں سکا کیونکہ امام رکوع میں چلاگیا۔ بلکہ فاتحہ پانے کی صورت میں امام کے ساتھ آمین کہنے کا موقع ملتا ہے جس سے حدیث فمن وافق تأمينہ تأمين الملائكة غُفِرَ لہ ما تقدم من ذنبہ وماتاخر کا مصداق ہو جاتا ہے۔ یعنی جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوجائے اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور فرشتوں کی آمین پر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جزء القراۃ بخاری باب سکتات ص ۸۶ پر مروی ہے اور مشکوۃ ص ۸۹ باب القراۃ و موطا ص ۶۹ میں بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موجود ہے جس میں اس کا ذکر ہے۔ پس امام کے ساتھ فاتحہ پانے سے اتنی بڑی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اور جس سے امام کی آمین فوت ہوگئی، اس سے خیر کثیر ہوگئی۔ اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروان بن حکم کے موذن تھے اور مروان سے یہ شرط منوا رکھی تھی کہ ولا الضالین کے ساتھ مجھ سے سبقت نہ کرنی ہوگی۔ (ملاحظہ ہو فتح الباری باب جھر الامام بالتامین ص ج ۲ ص ۲۶۳، وحاشیہ بخاری نمبر ۱۳ ج ۱ ص ۲۶۳)

بہرحال اس حدیث کو اس سلسلہ میں پیش کرنا غلطی ہے کیونکہ اس میں لفظ رکعت اپنے اصلی اور حقیقی معنی پر ہے۔ اور لفظ سجدہ میں دو احتمال ہیں (۱) یہ بھی اپنے معنی پر ہو (۲) یہ بمعنی نماز ہو۔ چنانچہ اس کی تفصیل امام زرقانی شرح موطا میں لکھتے ہیں

فقد فَاتَہ خیر كثیر لموضع التَّأْمین وَمَا يَترتب عَلَيہِ من غفران ما تقدم من ذنبہ قال ابن وضاح وغیرہ۔ (زرقانی ج ا ص)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ جس سے فاتحہ فوت ہوگئی اس سے خیر کثیر فوت ہوگئی، اس کا مطلب آمین کا موقع پانا ہے اور اس کی فضیلت کا موقع پانا جو آمین (کا موقع) پانے سے حاصل ہوتی ہے، تمام سابقہ گناہوں کی معافی کا موجب ہے۔ اسی کے قریب قریب حافظ ابو عمرو ابن عبدالبر اور قاضی ابو ولید باجی المنتقی شرح موطا میں فرماتے

ہیں :

عن مالک بلغہ ان ابا ھریرۃ کان یقول من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ مَعْنَى ذٰلِکَ أَنَّ مَنْ أَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ أَدْرَکَ الِاعْتِدَادَ بِالسَّجْدَۃِ وَلَیْسَتْ فَضِیلَۃُ مَنْ أَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ دُونَ قِرَاءَۃٍ کَفَضِیلَۃِ مَنْ أَدْرَکَ الْقِرَاءَۃَ مِنْ أَوَّلِہَا وَأَشَارَ مِنْ ذٰلِکَ إِلَى فَضِیلَۃِ حُضُورِ قِرَاءَۃِ أُمِّ الْقُرْآنِ لِأَنَّہَا مِنْ أَعْظَمِ فَضِیلَۃِ قِرَاءَۃِ الرَّکْعَۃِ وَقَدْ قَالَ ابْنُ وَضَّاحٍ وَالدَّاوُدِيُّ إِنَّ تِلْکَ الْفَضِیلَۃَ قَوْلُ الْمَأْمُومِ آمِینَ عِنْدَ قَوْلِ الْإِمَامِ وَلَا الضَّالِّینَ لِمَا رُوِيَ عَنْ أَبِي ہُرَیْرَۃَ أَنَّہُ قَالَ لِلْإِمَامِ لَا تَسْبِقْنِی فَثَبَتَ بِذٰلِکَ أَنَّ لِإِدْرَاکِ ہٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ الْقِرَاءَۃِ مَزِیَّۃً عَلَى غَیْرِہِ إِلَّا أَنَّ ظَاہِرَ قَوْلِہِ ہَاہُنَا یَقْتَضِی أَنَّ الْفَضِیلَۃَ الَّتِی أَدْرَکَ إِنَّمَا ہِیَ بِجَمِیعِ قِرَاءَۃِ أُمِّ الْقُرْآنِ لِأَنَّ حُضُورَ قِرَاءَۃِ جَمِیعِہَا فَضِیلَۃٌ یَدْخُلُ فِیہَا فَضِیلَۃُ إِدْرَاکِ آمِینَ وَغَیْرِہَا وَفِی ہٰذَا الْأَثَرِ مَعْنًى آخَرُ وَہُوَ أَنَّ مَنْ جَاءَ فَوَجَدَ الْإِمَامَ رَاکِعًا کَبَّرَ وَرَکَعَ وَلَمْ یَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَیَتْبَعُ الْإِمَامَ بَعْدَ رَفْعِ رَأْسِہِ مِنْ الرُّکُوعِ وَلِذٰلِکَ وَصَفَہُ بِأَنَّہُ قَدْ فَاتَتْہُ قِرَاءَۃُ أُمِّ الْقُرْآنِ وَلَوْ کَانَ مِنْ حُکْمِہِ أَنْ یَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ قَبْلَ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ لَمَا وُصِفَ بِفَوَاتِ ذٰلِکَ کَمَا لَا یُوصَفُ بِفَوَاتِ تَکْبِیرَۃِ الْإِمَامِ ۔ (کتاب المنتقی شرح للقاضی ابوالولید باجی فتاوی اھل حدیث ۵۲۲ ۔ ۵۲۱ ۔ ۵۲۰ج ا ج ا)

کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ معنی ہیں جس نے رکعت پالی اس کا سجدہ بھی معتبر ہوگیا اور جس نے قراۃ القران کے بغیر رکعت پائی اس کی فضیلت ایسی نہیں جیسی شروع رکعت پانے کی ہے اور اس سے قراءت رکعت کی بڑی فضیلت یہی ہے کہی ام القرآن کو امام کے ساتھ پالے اور ابن وضاع اور داؤدی نے کہا ہے کہ یہ فضیلت مقتدی اور امام کی آمین میں موافقت کےلئے ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے موذن سے کہا، مجھ سے آمین کے ساتھ سبقت نہ کرنا، اس سے ثابت ہوا کہ امام کی قراءت کے اس حصہ کو پانا جس سے آمین میں موافقت ہوجائے، بہ نسبت دوسری قراءت کے زیادہ فضیلت ہے ۔ لیکن ظاہر قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساری فاتحہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے ضمن میں آمین کی موافقت بھی آجاتی ہے، کیونکہ جو پوری فاتحہ امام کے ساتھ پائے وہ آمین کا موقع ولاالضالین بھی پالے گا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی ایک اور معنی بھی ہے، وہ یہ کہ جو امام کو رکوع میں پائے وہ امم کے ساتھ تکبیر کہہ کر شامل ہوجائے اور رکوع کرے ۔ اور ام القرآن نہ پڑھے اور رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں امام کی اتباع کرے، اس لئے اس کی بابت فاتحہ کے فوت ہونے کا ذکر کیا ہے ۔ اگر اس شخص کا یہ حکم ہوتا کہ امام سے پہلے فاتحہ پڑھ لے تو اس کی بابت فاتحہ کے فوت ہونے کا ذکر نہ ہوتا ۔ جیسے تکبیر تحریمہ کے فوت ہونے کا ذکر نہیں کیا ۔

قاضی ابوولید باجی نے اس عبارت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے دو مطلب بیان کئے ہیں ۔ ایک یہ کہ امام کے ساتھ رکعت پائے تو سجدہ کا اعتبار بھی ہوسکتا ہے ورنہ نہیں ۔ اور امام کے ساتھ فاتحہ سمیت رکعت کا پانا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ اس میں آمین میں بھی موافقت ہے ۔ اگر امام کے ساتھ فاتحہ سمیت رکعت نہ پائی بلکہ امام کی فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد آکر شامل ہوا تو پھر خواہ فاتحہ پڑھ ہی لی، لیکن امام کے ساتھ فاتحہ پانے کی جو فضیلت تھی وہ فوت ہوگئی ۔

دوسرا مطلب قاضی ابوولید نے یہ بیان کیا ہے کہ جو شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے تو رکوع سے سر اٹھا کر امام کی تابعداری کرے اور فاتحہ اس سے فوت ہوگئی ۔ یعنی اس کے پڑھنے کا موقع جاتا رہا ۔ اس صورت میں بھی باوجود رکعت (بمعنی رکوع ہونے کے) رکوع میں رکعت ثابت نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اس سے اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ امام کو جس حالت میں پائے اس کے ساتھ مل جائے ۔ اس سے پہلے جو کچھ رہ گیا، رہ گیا اب اس کو امام کی اقتدا کے وقت (امام سے قبل) ادا نہیں کرسکتا، بعد میں ادا کرے ۔ اگرچہ امام کے ساتھ ادائیگی کی فضیلت بہت تھی مگر وہ فوت ہوگئی ۔ ہاں، تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی ۔ اس کو امام سے الگ کہہ کر پھر امام کے ساتھ اس حال میں شامل ہوجائے جس حال میں امام ہو ۔ غرض اس قسم کے کئی مطالب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کے ہوسکتے ہیں ۔ اس سے رکوع میں لازم نہیں آتی ۔ بالخصوص جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا صریح فتویٰ رکوع میں رکعت نہ ہونے کا صحیح سندوں کے ساتھ موجود ہے، جیساکہ اوپر ذکر ہوا، تو پھر مخالفت صورت کیوں اختیار کی جائے حتی الوسع موافقت چاہیے ۔ یہ دونوں باتیں (یعنی حتی الوسع موافقت اور قوت اسناد) رکوع میں رکعت نہ ہونے کو چاہتی ہیں ۔ (فتاوی اھل حدیث ج ا ص ۵۶۰تا۵۲۲)

**اعتراض :**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان دونوں صحیح ثروں کے خلاف ایک اور اثر بھی مروی ہے جس میں رکوع میں رکعت ہونے کا جواز ہے ۔ (جزء القراۃ بخاری ص ۴۷ ۔ )

اس اثر میں ایک راوی عبدالرحمن بن اسحاق ضعیف ہے ۔ امام بخاری فرماتے ہیں :

وليس هذا ممن يعتد على حفظه قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : سَأَلْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، فلم يُحْمَدْ مَعَ أَنَّهُ لَا يُعْرَفُ لَهُ بِالْمَدِينَةِ تِلْمِيذٌ إِلَّا أَنَّ مُوسَى الزَّمْعِيَّ رَوَى عَنْهُ أَشْيَاءَ فِي عِدَّةٍ مِنْهَا اضْطِرَابٌ ۔ (جزء القراۃ امام بخاری ص ۴۷)

کہ عبدالرحمن بن اسحاق قابل اعتماد راوی نہیں ہے اور مدینہ بھر میں اس کا اپنی بھی شاگرد نہیں ہے ۔ ہاں موسیٰ زمعی نے اس سے چند روایات بیان کی ہیں مگر ان میں اکثر مضطرب ہیں ۔

**جمہور کی دوسری دلیل :**

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا، وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ» (ابوداود مع عون ص ۳۳۲ ج ۱ باب الرجل یدرک الامام)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ہم سے ملو اور ہم سجدے میں پہنچ چکے ہوں تو تم بھی سجدہ میں پڑ جاؤ اور اس سجدہ کا کچھ اعتبار نہ کرو، تاہم جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا، اس نے رکعت پالی ۔''

یہ حدیث سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں یحیی بن ابی سلیمان راوی منکرالحدیث ہے ۔ زہیر بن ابی عتاب اور ابن مقبری سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے، چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری فرماتے ہیں :

وَيَحْيَى مُنْكَرُ الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْبَصْرِيُّ مَنَاكِيرَ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ سَمَاعُهُ مِنْ زَيْدٍ وَلَا مِنِ ابْنِ الْمَقْبُرِيِّ، وَلَا تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ ۔ (جزء القراۃ ص ۴۰ قال البیهقی تغرد به یحیی بن سلیمان هذا ولیس بالقوی ۔ (جزء القراۃ بیهقی، عون المعبود ص ۳۳۲ ج ۱)

**میزان اور تہذیب میں ہے :**

فقال ابو حاتم یکتب حدیثه ولیس بالقوی ۔ (عون المعبد ص ۳۳۳)

اگرچہ ابن حبان اور حاکم نے اس کی توثیق فرمائی ہے ۔ مگر امام بخاری اور ابوحاتم جیسے ائمہ حدیث کی مقابلہ میں ان کی توثیق کا کچھ اعتبار نہیں ۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں فرماتے ہیں :

یحیی بن ابی سلیمان المدنی ابو صالح لین الحدیث ۔ (تقریب ص ۳۷٦)

کہ یحیی بن ابی سلیمان کمزور راوی ہے ۔

إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا ساری عبارت شاذ اور منکر ہے : کیونکہ بقول امام بخاری، اس حدیث کو ایک کثیر جماعت نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مگر کسی نے یہ زیادتی بیان نہیں کی ۔

مثلاً : ا امام مالک، عبداللہ بن عمر، یحیی بن سعید، ابن الہاد، یونس، معمر، سفیان بن عیینہ، شعیب، ابن جریج اور عراک بن مالک نے یحیی بن ابی سلیمان کے خلاف اس زیادتی کو بیان نہیں کیا ۔ (ملاحظہ ہو جزالقراۃ بخاری ص ٦٧، عون المعبود ص ۳۳۴ ج ۱)

اور علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَتفرَّدَ بِہٖ یحیی بن سلیمان ولیس بالقوی۔ (المغنی علی الدار قطنی ص ۱۳۲ ج ۱)

اس حدیث کے اندر رکوع میں رکعت مکمل ہونے کا ثبوت نہین ہے۔ بلکہ لفظ رکعت سے مراد رکعت ہی ہے رکوع نہیں۔ اور مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جس نے رکعت پائی اس نے نماز پالی کیونکہ ادنٰی درجہ جماعت ایک رکعت ہے۔ جیسے:

عن ابن عَبَّاسٍ: صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَوْفِ بِہٰؤُلَاءِ رَکْعَۃً، وَبِہٰؤُلَاءِ رَکْعَۃً، (عون المعبود ج ۱ ص ۴۷۳)

کہ اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کی زبان پر نماز خوف ایک رکعت فرض فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس نے رکعت سے کم حصہ پایا، مثلاً: رکوع میں شریک ہوا اس نے نماز نہیں پائی، وہ یہ رکعت نئے سرے سے پڑھے۔ اور رکعت سے رکوع مراد لینا معتذر ہے کیونکہ یہ مجازی معنی ہے اور مجازی معنی وہاں کیا جاتا ہے جہاں حقیقت متعذر ہو اور یہاں حقیقت متعذر نہیں کیونکہ یہاں رکعت سے مراد رکعت ہی ہے اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ راوی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود رکوع میں ملنے والی رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ عون المعبود میں ہے:

قِیل المراد بہ ہاہنا الرُّکُوعُ فَیکُونُ مُدرِکُ الْاِمَامِ رَاکِعًا مُدرِکًا لِتِلْکَ الرَّکعَۃِ وَفِیہِ نَظَرٌ لِاَنَّ الرَّکعَۃَ حَقِیقَۃٌ لِجَمِیعِہَا وَاِطْلَاقُہَا عَلَی الرُّکُوعِ وَمَا بَعدَہٗ مَجَازٌ لَا یُصَارُ اِلَیہِ اِلَّا لِقَرِینَۃٍ کَمَا وَقَعَ عِندَ مُسلِمٍ مِن حَدِیثِ البَرَاءِ بِلَفظِ فَوَجَدتُ قِیَامَہٗ فَرَکعَتَہٗ فَاعْتِدَالَہٗ فَسَجدَتَہٗ فَاِنَّ وُقُوعَ الرَّکعَۃِ فِی مُقَابَلَۃِ القِیَامِ وَالاِعْتِدَالِ وَالسُّجُودِ قَرِینَۃٌ تَدُلُّ عَلَی اَن المراد بہا الرکوع وہاہنا لَیسَت قَرِینَۃٌ تَصرِفُ عَن حَقِیقَۃِ الرَّکعَۃِ فَلَیسَ فِیہِ دَلِیلٌ عَلَی اَنَّ مُدرِکَ الْاِمَامِ رَاکِعًا مُدرِکٌ تِلکَ الرَّکعَۃِ۔ (عون المعبود ص ۳۳۲، باب الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع)

یعنی کہا گیا کہ اس حدیث میں رکعت سے مراد رکوع ہے، لہٰذا جو شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے گا تو اس کی رکعت ہو جائے گی۔ مگر یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ رکعت کے حقیقی معنی پوری رکعت ہے اور رکوع پر رکعت کا اطلاق مجازی ہے جس کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے جیسے مسلم کی براء کی حدیث میں رکعت سے مراد رکوع ہے، کیونکہ رکوع کا قیام اعتدال اور سجدہ کے مقابلہ میں واقع ہونا اس بات کا قرینہ ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کوئی قرینہ نہیں۔ پس رکعت سے رکوع مراد لینا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ رکوع میں رکعت ہوتی ہے، صحیح نہیں ہے، ویسے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے محقق مسلم کے خلاف ہے۔

## جمہور کی تیسری دلیل:

عن ابی بکرۃ انہ انتہی الی النبی ﷺ وہو راکع فرکع قَبْلَ اَنْ یَصِلَ اِلَی الصَّفِّ، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «زَادَکَ اللَّہُ حِرْصًا فَلَا تَعُدْ» (باب اذا رکع دون الصف، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۸)

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نماز پڑھنے کے لئے حضرت محمد ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ رکوع میں جاچکے تھے۔ میں نے صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا۔ جب آنحضرت ﷺ کے پاس یہ فعل ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیری حرص میں برکت کرے آئندہ ایسا نہ کرنا۔''

اس حدیث میں یہ کہیں نہیں آتا کہ مدرک رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے، بلکہ اس حدیث سے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رکعت کا اعتبار نہیں کیا گیا، چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

فَلَیْسَ لِأَحَدٍ أَنْ یَعُودَ لِمَا نَہَی النَّبِیُّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ وَلَیْسَ فِی جَوَابِہِ أَنَّہُ اعْتَدَّ بِالرُّکُوعِ عَنِ الْقِیَامِ، وَالْقِیَامُ فَرْضٌ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ قَالَ اللَّہُ تَعَالَ ی ...وَقُومُوا لِلَّہِ قَانِتِینَ ۲۳۸ ...البقرۃ وَقَالَ ...إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلَاۃِ ... ٦ ...المائدۃ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا» (جزء القراۃ امام بخاری ص ۴۷)

کہ ابوبکرہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے منع کرنے کے بعد کسی کو جائز نہیں کہ وہ صف سے باہر ہی رکوع کرتا ہوا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے۔ ابوبکرہ کی حدیث میں یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ عدم قیام (وقراءۃ) کے باوجود اس کو رکعت شمار کیا ہو۔ یہ معلوم رہے کہ کتاب وسنت میں قیام فرض ہے جیسے کہ قوموا للہ قانتین اور صل قائما

کے جملوں سے معلوم ہوتا ہے علاوہ ازیں جزاء القراۃ میں یہ بھی ہے۔''

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلاَةَ الصُّبْحِ، فَسَمِعَ نَفَسًا شَدِيدًا أَوْ بَهَرًا مِنْ خَلْفِهِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرَةَ: «أَنْتَ صَاحِبُ هَذَا النَّفَسِ؟» قَالَ: نَعَمْ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، خَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي رَكْعَةٌ مَعَكَ فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَ " (ص ٦٣ جزء القراءة بخاری)

''حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں سانس چڑھنے اور ہانپنے کی آواز سنی، نماز سے فارغ ہو کر ابو بکرہؓ سے فرمایا، کیا یہ تمہاری آواز تھی، میں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! چونکہ میری ایک رکعت فوت ہو رہی تھی، اس لیے میں نے جلدی کی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے شوق میں برکت کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔ جتنی نماز امام کے ساتھ پڑھ سکو، پڑھ لو اور جو پہلے ہو چکی ہو اس کی قضا دے لو یعنی پوری کرو۔ اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں۔

وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲٦٨ باب اذا رکع دون الصف)

''کہ تمہاری جتنی نماز رہ گئی ہے، اس کو پورا کرو۔''

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الإِقَامَةَ، فَامْشُوا إِلَى الصَّلاَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ، وَلاَ تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» (صحیح بخاری باب لا یسعی فی الصلوۃ ص ٨٨ ج ١)

''کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تکبیر سننے پر آرام اور وقار کے ساتھ نماز کی طرف آؤ جلدی جلدی مت آؤ، جتنی جماعت مل جائے، پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو۔''

چنانچہ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ مَنْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ رَاكِعًا لَمْ تُحْسَبْ لَهُ تِلْكَ الرَّكْعَةُ لِلْأَمْرِ بِإِتْمَامِ مَا فَاتَهُ لِأَنَّهُ فَاتَهُ الْوُقُوفُ وَالْقِرَاءَةُ فِيهِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَمَاعَةٍ بَلْ حَكَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ عَنْ كُلِّ مَنْ ذَهَبَ إِلَى وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ وَاخْتَارَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالضُّبَعِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ مُحَدِّثِي الشَّافِعِيَّةِ وَقَوَّاهُ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ السُّبْكِيُّ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ۔ (فتح الباری ص ١١٩ ج ٢ باب ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔)

کہ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مدرک رکوع کی رکعت گنی نہیں جائے گی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فوت شدہ نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اس کا قیام اور قراءۃ ام القرآن (دو فرض) رہ گئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور علماء کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ بلکہ امام بخاری نے کہا ہے کہ یہی مذہب ہر اس شخص کا جو فاتحہ خلف الامام کو فرض سمجھتا ہے۔

بہر حال ابو بکرہ کی یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ رکوع پالینے والے کی رکعت پوری ہو جاتی ہے۔

### جمہور کی چوتھی دلیل:

قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَقَدْ أَدْرَكَهَا قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ الْإِمَامُ صُلْبَهُ» (جزء القراۃ بخاری ص ٦٧)

کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا، پہلے اس کے کہ امام اپنی پیٹھ سیدھی کرے تو اس نے رکعت پالی۔

یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں :

وَأَمَّا يَحْيَى بْنُ حُمَيْدٍ فَمَجْهُولٌ لَا يُعْتَمَدُ عَلَى حَدِيثِهِ غَيْرُ مَعْرُوفٍ بِصِحَّةٍ، خَبَرُهُ مَرْفُوعٌ وَلَيْسَ هَذَا مِمَّا يَحْتَجُّ بِهِ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَقَدْ تَابَعَ مَالِكًا فِي حَدِيثِهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ الْهَادِ، وَيُونُسُ، وَمَعْمَرٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَشُعَيْبٌ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، [ص: 52] وَكَذَلِكَ قَالَ عِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَوْ كَانَ مِنْ هَؤُلَاءِ وَاحِدٌ لَمْ يَحْكُمْ بِخِلَافِ يَحْيَى بْنِ حُمَيْدٍ أُوثِرَ ثَلَاثَةٌ عَلَيْهِ، فَكَيْفَ بِاتِّفَاقِ مَنْ ذَكَرْنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعِرَاكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ خَبَرٌ مُسْتَفِيضٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحِجَازِ، وَغَيْرِهَا وَقَوْلُهُ: «قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ الْإِمَامُ صُلْبَهُ» لَا مَعْنَى لَهُ وَلَا وَجْهَ لِزِيَادَتِهِ۔ ((جزء القراۃ بخاری ص ٦٧)

"کہ یحییٰ بن حمید غیر ذمہ دار اور ناقابل حجت ہے اور نہ اس کی مرفوع حدیث کی صحت اہل علم کے نزدیک تسلیم کی گئی ہے۔ اور یحییٰ بن حمید کے برخلاف عبیداللہ بن عمر، یحییٰ بن سعید، یونس، معمر، سفیان بن عیینہ اور شعیب، ابن جریج نے مالک کی روایت کی متابعت کی ہے اور عراک بن مالک بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کرتا ہے۔ یہاں اگر ایک آدھ راوی یحییٰ بن حمید کے خلاف ہوتا تو میں اپنی رائے پر اسے ترجیح نہ دیتا مگر یہاں تو پوری جماعت کی جماعت یحیی بن حمید کے خلاف ہے اور یہ روایت اہل حجاز کے ہاں کثرت حاصل کر چکی، یعنی یہ مستفیض روایت ہے۔

قبل ان یقیم الامام صلبہ بے معنی الفاظ ہیں۔ اور اس جملہ کی زیادتی کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی : یعنی الفاظ شاذ اور منکر ہیں کیونکہ یحیی بن حمید نے اپنے دس مذکورہ ساتھیوں کے خلاف ان الفاظ کو ذکر کیا ہے۔

یہاں فقد ادرکھا سے مراد رکعت نہیں ہے بلکہ جماعت کا ثواب اور نماز ہے : چنانچہ انہی ابوہریرہؓ سے مروی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ۔ (جزء القراۃ بخاری ص ٦٧)

جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جماعت کے ساتھ ایک رکعت پالی تو اس نے جماعت کا ثواب پالیا۔ اس میں ایک راوی قرہ بن عبدالرحمان بھی ضعیف ہے، چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے۔

قرۃ بن عبدالرحمان اسمہ یحیی صدوق لہ مناکیر من السابعۃ۔ (تقریب ص ۲۸۲)

**فقہاء و محدثین کے دلائل :**

ازروئے احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام، مقتدی، مسافر پر ہر سری، جہری نماز میں اور نماز کی ہر ہر رکعت میں نماز، خواہ فرض ہو یا نفل جماعت کے ساتھ ہو یا الگ، ہر شخص پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان الفاظ میں ترجمہ قائم کیا ہے :

بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ (ص ۱۰۴ ج ۱ صحیح بخاری)

اور پھر مندرجہ ذیل احادیث سے انہوں نے اپنے مقدمہ کو مدلل کیا ہے :

عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ ﷺ قال لَا صلاۃَ لِمَن لَم یَقرَأ بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ ۔ (ص ۱۰۴)

''کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص فاتحۃالکتاب نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں ہوتی۔''

**اعتراض:**

اس حدیث میں تو صرف یہ آتا ہے کہ نماز نہیں ہوتی، یہ تو نہیں کہا کہ یہ نماز کفایت نہیں کرتی؟

جواب: (۱) امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

اِنَّ الخَبَرَ اِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَحُکمُہُ عَلَی اسمِہِ وَعَلَی الجُملَۃِ حَتّٰی یَجِیءَ بَیَانُہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ۔ (جزء القراۃ بخاری ص ۸)

''کہ جب آنحضرت ﷺ کی طرف سے کوئی خبر آئے تو اس کا حکم اسی حال پر رہے گا اور اس کی تاویل کی اجازت نہیں ہوگی، حتی کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے اس کی وضاحت نہ آجائے۔''

جواب نمبر ۲: احادیث میں تصریح ہے فاتحہ کے بغیر نماز کفایت نہیں کرتی۔

قَالَ جَابِرُ بنُ عَبدِ اللّٰہِ: لَا تُجزِیہِ اِلَّا بِاُمِّ القُرآنِ ۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۰۷)

اور ابن حبان، ابن خزیمہ اور دارقطنی نے عبادہ بن صامتؓ سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:

لا تجزی صلوۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب ۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۲۰۶ ج ۱)

''کہ فاتحۃ الکتاب کے بغیر کفایت نہیں کرتی۔''

حدیث میں لا صلاۃ بفاتحۃ الکتاب لَا صلاۃَ لِمَن لَم یَقرَأ بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ

فی کل رکعۃ کی تصریح نہیں آئی۔

۱۔ امام بخاری فرماتے ہیں:

قِیلَ لَہُ: قَد بَیَّنَ حِینَ قَالَ: «اقرَأ ثُمَّ ارکَع ثُمَّ اسجُد ثُمَّ ارفَع فَاِنَّکَ اِن اَتمَمتَ صَلَاتَکَ عَلَی ہٰذَا فَقَد تَمَّت، وَاِلَّا کَاَنَّمَا تَنقُصُہُ مِن صَلَاتِکَ» ، فَبَیَّنَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَن فِی کُلِّ رَکعَۃٍ قِرَاءَۃً وَرُکُوعًا وَسُجُودًا وَاَمَرَہُ اَن یُتِمَّ صَلَاتَہُ عَلَی مَا بَیَّنَ لَہُ فِی الرَّکعَۃِ الاُولَی وھذا حدیث مفسر للصلوۃ کلھا لا لرکعۃ دون رکعۃ وَقَالَ اَبُو قَتَادَۃَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقرَاُ فِی الاَربَعِ کُلِّھَا ۔ (جزء القراۃ ص ۶۵)

''کہ ایک آدمی نے نماز اچھے طریقہ سے نہ پڑھی تو آنحضرت ﷺ نے اس کو فرمایا تھا کہ پہلے قراۃ کر اور پھر رکوع میں چلے جا اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پھر سجدہ کر، پھر اٹھ، پھر اگر تو نے اس طریقہ پر اپنی نماز پوری کر لی تو تیری نماز مکمل ہوگئی۔ ورنہ نامکمل رہی۔'' اس حدیث کے مطابق حضرت نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ ہر رکعت میں قراۃ، رکوع، سجدہ ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ پہلی رکعت کی طرح اپنی نماز پوری کرو۔ اور یہ حدیث پوری نماز کی تفسیر ہے۔ نہ کہ ایک آدھ رکعت کے لیے ہے۔ اور بخاری شریف میں اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وافعل فی صلوتک کلھا۔ (صحیح بخاری ص ۱۰۵ بروایت ابوھریرہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔)

پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

**وضاحت:**

قراۃ سے مراد مطلق قرآن نہیں ہے بلکہ اس سے مراد قراۃ فاتحۃ الکتاب ہے جیسے کہ ابوداوٗد میں اس کی تصریح موجود ہے۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، - بِهَذِهِ الْقِصَّةِ -، قَالَ: «إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ، وَإِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ» (عون المعبود ص ۳۲۱ ج ۱ باب صلوۃ من لایقیم سلبہ فی الرکوع وو السجود، سکت علیہ ابوداوٗد والمنذری والعلامۃ شمس الحق الدیانوی فی عون المعبود وسکت علیہ ایضا الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فھذا الحدیث عندہ حسن ایضا۔ (فتح الباری ص ۴۱۶)

کہ اس قصہ میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تو قبلہ رخ ہوکر کھڑا ہوجائے تو اللہ اکبر کہو اور پھر سورۃ فاتحہ وغیرہ پڑھو اور پھر رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پٹھ کو ہموار کرو، بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری اور جزء القراءۃ کے الفاظ میں اقراء سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ مطلق قراءت قرآن مراد نہیں ہے۔

اس کی تائید ابوداوٗد کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: «أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ» (عون المعبود ج ۱ باب من ترک القراۃ فی صلوتہ بفاتحۃ الکتاب ص ۳۰۰، فتح الباری پ ۳ باب وجوب القراۃ ص ۴۱۶، کتاب القراۃ للبیھقی ص ۱۵)

اور امام بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ كَبِّرْ، فَإِذَا اسْتَوَيْتَ قَائِمًا قَرَأْتَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ قَرَأْتَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، (کتاب القراۃ ص ۱۵ القراۃ للبیھقی۔)

ان تمام حدیثوں سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قراءۃ سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔

۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خلف الامام وھذا اسناد صحیح والزیادۃ التی فیہ کزیادۃ التی فی حدیث مکحول وغیرہ فھی عن عبادہ بن الصامت صحیحۃ مشھورۃ من اوہ کثیرۃ۔ (جزء القراۃ للبیھقی ص ۵۶، عون المعبود ص ۳۳۴ ج ۱)

"کہ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں ہوئی۔"

۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ» ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: «اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ»؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الفاتحة: 2]، قَالَ اللهُ تَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 1]، قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}، قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي - وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي - فَإِذَا قَالَ: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} [الفاتحة: 5] قَالَ: هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] قَالَ: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ" (صحیح مسلم نووی ج ۱ ص ۱۷۰۔ الخ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھے گا تو اس کی نماز بے کار اور ادھوری رہے۔ یہ بات آپ نے تین

بارفرمائی۔ ہم نے کہا ہم توامام کے پیچھے ہوتے ہیں۔ توحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ اس وقت دل میں ہی پڑھ لیاکرو۔ کیونکہ میں نے آنحضرتﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے نماز (الحمد) کواپنے اوراپنے بندے کے درمیان تقسیم کرلیا ہے، میرے بندے کےلئے وہ کچھ ہے جووہ مانگے جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ للہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری کی تعریف (ثنا) کی۔ جب بندہ کہتا ہے مَالِکِ یَوْمِ الدِّین تواللہ کہتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی (ایک دوسری دفعہ روایت کرتے راوی نے) میرے بندے نے اپنا کام مجھے سونپ دیا۔ جب بندہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آیت میرے اورمیرے بندے کے درمیان ہے۔ میرے بندے کےلئے وہ جوسوال کرے۔ پھر جب بندہ کہتا ہے اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ تواللہ فرماتا ہے یہ میرے بندے کےلئے ہے اوراس کےلئے وہ کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ کی اہمیت کے پیش نظر امام نوویؒ نے باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ کا ترجمہ قائم کرکے لکھا ہے۔ (صحیح مسلم مع نووی ص ۱۷۰، ۱۶۹، جالقراۃ بخاری ص ۴۷، ۴۸)

فیہ دلیل لمذھب الشافی ومن وافقہ ان قراۃ الفاتحۃ واجبۃ علی الامام والماموم والمنفرد ومم یوید وجوبھا علی الماموم قول ابی ھریرۃ اقرابھا فی نفسک۔ (نووی ج ۱ ص ۱۷۰)

کہ اس حدیث کے مطابق امام، مقتدی اورمنفرد پرواجب ہے کہ وہ ہررکعت میں فاتحہ پڑھا کریں اوریہ بھی یادرہے یہ یہاں صلوۃ سے مرادفاتحہ ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

وقَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ ہُنَا الْفَاتِحَۃُ سُمِّیَتْ بِذٰلِکَ لِأَنَّہَا لَا تَصِحُّ اِلَّا بِہَا کَقَوْلِہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَجُّ عَرَفَۃُ فَفِیہِ دَلِیلٌ عَلَی وُجُوبِہَا بِعَیْنِہَا فِي الصَّلَاۃِ۔ (ص ۱۷۰ ج ۱)

کہ علماء نے کہا ہے کہ یہاں صلوۃ سے مرادفاتحہ ہے اورفاتحہ کو نمازاس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ آنحضرتﷺ نے وقوف عرفہ کی اہمیت ووجوب کی وجہ سے نفس وقوف عرفہ کو حج قراردیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہواکہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض عین ہے۔ موصوف مزید فرماتے ہیں:

وَالصَّحِیحُ الَّذِي عَلَیْہِ جُمْہُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وُجُوبُ الْفَاتِحَۃِ فِي کُلِّ رَکْعَۃٍ لِقَوْلِہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ ثم افعل ذلک فی یصلاتک کُلِّہَا۔ (نووی ص ۱۷۰ ج ۱)

بہرحال جمہورعلمائے سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ ہررکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ آنحضرتﷺ نے اعرابی کوتاکید فرمائی تھی کہ وہ ہررکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے۔

۴۔ قال ابوداؤدسال رجل رسول اللہﷺ أفی کل صلوۃ قراۃ قال نعم قال رجل من الانصار وجبت۔ (جزء القراۃ بخاری ص ۸)

''حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ آدمی نے آنحضرتﷺ سے پوچھا کہ کیا ہرنماز میں قراءت (سورۃ فاتحہ) ہے؟ توآپ نے فرمایا ہاں! اس پرایک انصاری کہنے لگا: تب تو قراۃ واجب ہوگئی۔''

۵۔ قال البخاری تَوَاتَرَ عَن رسول اللہﷺ لاصلوٰۃ اِلَّا بقراۃ اُمّ القُرآن۔ (جزء القراۃ ص ۸)

''کہ آنحضرتﷺ کی یہ حدیث متواتر ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔''

۶۔ عَنْ أَبِي ہُرَیْرَۃَ أَنَّہُ - صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - قَالَ: «مَنْ أَدْرَکَ الْإِمَامَ فِي الرُّکُوعِ فَلْیَرْکَعْ مَعَہُ وَلْیُعِدِ الرَّکْعَۃَ» (جزء القراۃ ص)

''جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایاکہ جس نے امام کورکوع میں پایا وہ اس کے ساتھ رکعت اداکرے اوراس رکعت کولوٹائے۔''

۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَادِيَ : «أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ» فَمَا زَادَ۔ (جزء القراۃ بخاری ص ۴)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق میں نے منادی کردی کہ سورۃ فاتحہ اور مزید قراءت کے سوا نماز بالکل نہیں ہوتی۔''

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عمرو المستملی اخبرنا علی بن حجم واخبرنا ابو عبداللہ حدثنی ابوالطیب الکرابیسی حدثنا ابراھیم بن محمد حدثنا علی بن حجر حدثنا شریک عن اشعث بن سلیم عن عبداللہ بن زیاد الاسدی قال صلیت الی جنت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خلف الامام فسمعتہ یقرأ فی الظھر والعصر۔ (کتاب القراۃ للبیھقی ص ۲۶، حدیث ۱۷۲)

''کہ عبداللہ بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پہلو میں امام کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے سنا کہ آپ (عبداللہ بن مسعودؓ) ظہر اور عصر کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔''

بہرحال مذکورہ احادیث صحیحہ، صریحہ، متصلہ، غیر معللہ ولاشاذہ کے مطابق ہمارے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے کہ امام، مقتدی اور منفرد کی کوئی نماز بھی خواہ مقامی ہو یا مسافر، نماز نفلی ہو یا فرضی، بغیر سورہ فاتحہ پڑھنے کے ہرگز صحیح نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ مدرک رکوع کی رکعت بھی صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہر نماز کی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ ہمارے نزدیک یہی قول اسلم واحوط ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم

بہرحال میرے بھائی نئے اور پرانے فیشن کی پھبتی مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ مدرک رکوع کے متعلق پرانا اختلاف چلا آرہا ہے اور دونوں گروہ اپنے اپنے دلائل بھی رکھتے ہیں، حتی کہ امام شوکانیؒ نے اپنے رسالہ فتح الربانی میں مدرک رکوع کی رکعت کو صحیح تسلیم کرلیا ہے۔ مگر اس فقیر پر تقصیر کے نزدیک ازروئے مذکورہ دلائل حدیثہ کے مدرک رکوع نہیں ہوتی۔ اور اس کو یہ رکعت دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ کیونکہ قیام اور قراءت سورۃ فاتحہ چھوٹ چکے ہیں اور یہ دونوں (قیام وسورہ فاتحہ) فرض اور رکن ہیں اور فرض ورکن کی ادائیگی کے بغیر رکعت نہیں ہوگی۔ رہا آپ کا یہ خدشہ کہ اگر مدرک رکوع کی رکعت کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر صبح کی نماز میں ۳ رکوع اور ظہر وعصر کی نماز میں ۵ رکوع ہوجائیں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے طور پر تعداد رکوع میں اضافہ یقیناً ناجائز ہے۔ تاہم اگر امام کی اقتدا میں ایسا ہوجائے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔ کیونکہ امام کی اقتدا ضروری ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیث اسی پر دلالت کررہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : "إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، (عون المعبود ص ۲۳۵ باب الامام یصلی فقود، موطا ص ۱۱۸، ۱۱۷، باب صلوۃ الامام وھو جالس۔)

کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے اس کی اقتدا کی جائے۔

عون المعبود شرح ابی داؤد کے مطابق خود آنحضرت ﷺ کو بھی ایک دفعہ عبدالرحمن بن عوف کیا اقتدا میں صبح کی نماز میں تین رکوع کرنے پڑے تھے اور حدیث یہ ہے۔

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ : تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ، قَالَ : فَأَتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ -[39]-، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ، قَالَ : فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ رَكْعَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي سُبِقَ بِهَا، وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شيئا۔ (عون المعبود ص ۵۷، ج ۱ باب مسح علی الخفین)

زرارہ بن اوفی سے روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ صبح کی نماز سے لیٹ ہوگئے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن آپ نے اشارہ سے انہیں نماز کو شروع رکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو ہم نے ایک رکعت اٹھ کر ادا کی۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ آپ نے امام کی اقتدا میں صبح کی نماز میں دو تشہد پڑھے حالانکہ اس میں تشہد صرف ایک ہوتا ہے۔

تو یہی حکم اس جبری رکوع کا سمجھ لینا چاہیے جو امام کی اقتدا میں بعض دفعہ مغرب کے چار رکوع اور چار تشہد بن جاتے ہیں مگر یہ سب اس لئے جائز ہیں کہ امام کی اقتدا فرض ہے، بہر حال ہمارے نزدیک مدرک رکوع کی رکعت نہیں ہوتی۔ اور امام کی اقتدا میں اگر نماز کے ارکان میں اضافہ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

## ج1ص394

## محدث فتویٰ